آیاتہا ۲۰ ﴿ سورۃ البلد مکیۃ ۹۰ ﴾ رکوعہا ۱

امام ابن ضریس، نحاس اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورہ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ① وَ اَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ② وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ ③ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ④ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ⑤ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ⑥ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗۤ اَحَدٌ ⑦ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ⑧ وَ لِسَانًا وَّ شَفَتَيْنِ ⑨ وَ هَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ⑩

"میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی۔ درآنحالیکہ آپ بس رہے ہیں اس شہر میں۔ اور قسم کھاتا ہوں باپ کی اور اولاد کی۔ بے شک ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں (زندگی بسر کرنے کے لیے) پیدا کیا ہے۔ کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اس پر کسی کا بس نہیں چلے گا۔ کہتا ہے میں نے ڈھیروں مال فنا کر دیا۔ کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اسے کسی نے نہیں دیکھا۔ کیا ہم نے نہیں بنائیں اس کے لیے دو آنکھیں۔ اور ایک زبان اور دو ہونٹ۔ اور ہم نے دکھادیں اسے دو نمایاں راہیں"۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ارشاد ربانی لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ میں مراد مکۃ المکرمہ ہے۔ اور وَ اَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ میں اَنْتَ سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ حلال قرار دیا جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم (فاتحانہ انداز میں) مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے کہ آپ جسے چاہیں قتل کریں اور جسے چاہیں زندہ چھوڑ دیں۔ پس اس دن ابن خطل کو بند کر کے قتل کیا گیا، حالانکہ وہ غلاف کعبہ کو پکڑے ہوئے تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے کسی کے لیے بھی یہ حلال نہیں کہ اس میں کسی کو قتل کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کے سبب ایسا کرنا حرام ہے۔ اور جو سلوک اہل مکہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اسے حلال قرار دیا۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ آیت میں بِهٰذَا الْبَلَدِ سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ اور وَ اَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ کا مفہوم ہے کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لیے حلال ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 35-234، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

کہ آپ اس میں قتال کریں۔ لیکن آپ کے سوا کسی کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: کہ یہ آیت میری موجودگی میں نازل ہوئی: لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ میں نکلا اور میں نے عبداللہ بن خطل کو غلاف کعبہ کے ساتھ چمٹے ہوئے پایا۔ تو میں نے رکن اور مقام (ابراہیم) کے درمیان اسے قتل کر دیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب حضور نبی مکرم ﷺ نے کعبہ معظمہ کو فتح کیا تو حضرت ابو برزہ اسلمی یعنی حضرت سعید بن حرب رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن خطل کو پکڑ لیا۔ اور یہ وہ ہے جسے قریش ذوقلبین (دو دلوں والا) کہا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ (الاحزاب: 4) (نہیں بنائے اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کے لیے دو دل اس کے شکم میں) تو حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور اس کی گردن مار دی حالانکہ وہ غلاف کعبہ کے ساتھ چمٹا پڑا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ بے شک یہ اس لیے ہوا۔ کہ اس نے قریش سے کہا تھا: میں تمہیں محمد ﷺ کا علم سکھاؤں گا۔ چنانچہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ بلاشبہ میں میں پسند کرتا ہوں کہ آپ مجھے کچھ لکھوائیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو لکھ۔ پس آپ ﷺ نے جب اسے قرآن کریم املاء کرایا "وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا" تو اس نے لکھا۔ "وَكَانَ اللّٰهُ حَكِیْمًا عَلِیْمًا" اور اسے املاء کرایا "وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا" تو اس نے لکھا "وَكَانَ اللّٰهُ رَحِیْمًا غَفُوْرًا" پھر کہنے لگا: یا رسول اللہ! ﷺ جو کچھ میں نے لکھا ہے میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں (ٹھیک ہے) تو جب اس نے آپ پر پڑھا: "وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا یا رَحِیْمًا غَفُوْرًا" تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: میں نے اس طرح تو تجھے نہیں لکھوایا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اَنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ" تو اس نے لکھا۔ "وَاِنَّهٗ لَرَحِیْمٌ غَفُوْرٌ" پھر وہ قریش کی طرف لوٹ کر گیا اور کہنے لگا جو کچھ میں ان سے لیتا رہا ہوں، کسی شے میں بھی میں نے ان کی پیروی نہیں کی۔ چنانچہ وہ پھر گیا اور آپ نے اسے امان نہ دی۔ پس یہ ان چار افراد میں سے ایک ہے جنہیں حضور نبی کریم ﷺ نے امان نہیں دی۔

امام فریابی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لَآ اُقْسِمُ میں لَآ ان کے نظریہ کے رد کے لیے ہے اور کلام اس طرح ہے: اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی۔

امام فریابی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بِهٰذَا الْبَلَدِ سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ اور وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ میں مراد رسول اللہ ﷺ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو کچھ آپ نے اس میں کیا ہے وہ آپ کے لیے حلال ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے کہ جو عمل آپ نے اس میں کیا ہے آپ سے اس کا مؤاخذہ نہیں لیا جائے گا اور اس میں آپ پر وہ

marfat.com

Marfat.com

(پابندی) نہیں ہے جو لوگوں پر ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے سوال کیا: لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ تو آپ نے فرمایا: میں نہیں جانتا پھر آپ نے مجھے اس کی تفسیر اس طرح بیان فرمائی: کہ میں قسم کھاتا ہوں اس بلد حرام کی۔ درآنحالیکہ آپ بس رہے ہیں اس شہر حرام میں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دن کی ایک ساعت حلال فرمائی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمایا گیا کہ آپ نے اس میں جو کچھ بھی کیا، تو آپ کے لیے وہی حلال ہے۔

سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بِهٰذَا الْبَلَدِ سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بِهٰذَا الْبَلَدِ سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ اور وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ کی تفسیر میں فرمایا: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دن کی ایک ساعت حلال کی گئی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بِهٰذَا الْبَلَدِ سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ اور وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ کے تحت فرمایا: آپ کے لیے اس میں کوئی حرج نہیں اور نہ ہی آپ گناہ گار ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ آیت کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دن کی ایک ساعت میں مکہ مکرمہ حلال قرار دیا گیا اور پھر قیامت تک کے لیے اسے حرام کر دیا گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فتح مکہ کے دن یہ شہر دن کی ایک ساعت میں حلال کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نقل کیا ہے کہ آیت میں اَنْتَ سے مراد حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔ آپ حرم پاک میں اترے ہیں۔ پس اگر آپ چاہیں تو (انہیں) قتل کیجئے یا چھوڑ دیجئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ آیات کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو اس دن سے حرام قرار دیا ہے جب سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے اور یہ قیام قیامت تک حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دن کی ایک ساعت کے بغیر کسی انسان کے لیے یہ حلال نہیں ہوا(3) اس کی تر گھاس کو نہیں کاٹا جائے گا، اس کے کانٹے دار درختوں کو درانتی سے نہیں کاٹا جائے گا نہ اس کے شکار کو پکڑا جائے گا اور اعلان اور اطلاع کی غرض کے سوا وہاں گری پڑی شے کو نہیں اٹھایا جائے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 235 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 36-234 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 236

marfat.com
Marfat.com

لیے بھی یہ شہر حلال نہیں ہوا۔ جو بھی اس میں داخل ہو گیا وہ حرام ہے۔ ان کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ اس میں قتال کریں اور نہ یہ حلال ہے کہ وہ اس کی حرام کو حلال سمجھیں۔(1)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت شرحبیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اس کے شکار کو قتل کرنا اور اس کے درختوں کو کاٹنا تو حرام جانتے ہیں۔ لیکن آپ کو یہاں سے نکالنا اور (نعوذ باللہ) آپ کا قتل حلال سمجھتے ہیں۔

امام حاکم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے کہ آپ اس میں جو چاہیں کریں۔ وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ یعنی قسم ہے باپ کی یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی اور آپ کی اولاد کی۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ والد وہ ہے جو پیدا کر سکتا ہے۔ اور مَا وَلَدَ وہ بانجھ مرد و عورت ہیں جو پیدا نہیں کر سکتے (یعنی قسم ہے ان کی جو جنم کی صلاحیت رکھتے ہیں اور ان کی جو جنم کی صلاحیت نہیں رکھتے)۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو عمران الجونی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد ہے۔(4)

امام ابن جریر اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ میں قسم کھاتا ہوں اس شہر مکہ کی۔ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ درآنحالیکہ آپ اس شہر مکہ میں بس رہے ہیں۔ وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ اور قسم کھاتا ہوں آدم کی۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ فرمایا: ہم نے انسان کو انتہائی معتدل اور سیدھا پیدا کیا ہے۔(5)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ قسم کھاتا ہوں آدم علیہ السلام کی اور ان کی اولاد کی۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فرمایا: یہاں قسم واقع ہوئی ہے۔ فِیْ كَبَدٍ فرمایا (ہم نے انسان کو تخلیق فرمایا) مشقت میں۔ وہ دنیا اور آخرت کے امور کی مشقت برداشت کرتا ہے۔ یَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا فرمایا: کہتا ہے میں نے کثیر مال فنا کر دیا ہے۔(6)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَالِدٍ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اور وَّ مَا وَلَدَ سے مراد اولاد آدم ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ ہم نے انسان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 236، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 569 (32-3931)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 236

4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 237

5۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 290 (11492)، دار الفکر بیروت

6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 38-237

marfat.com

Marfat.com

کو انتہائی شدت سے پیدا کیا۔ یَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا کہتا ہے میں نے کثیر مال فنا کر دیا ہے۔ اَیَحْسَبُ اَنْ لَّمْ یَرَهٗۤ اَحَدٌ
کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اس پر کوئی قدرت نہیں رکھے گا۔(1)

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَالِدٍ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اور وَّ مَا وَلَدَ سے مراد اولاد آدم ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ بے شک ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فِیْ كَبَدٍ کا معنی ہے شدت میں۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم رحمہم اللہ نے (اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے) حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ کے تحت بیان کیا ہے بے شک ہم نے انسان کو شدت میں پیدا کیا اور یہ شدت اس کی ولادت، اس کے دانت اگنے، اس کے جوش (غصہ) میں آنے، اس کی معیشت اور اس کے ختنہ کے وقت میں ہوتی ہے۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مقسم سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے تحت بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو سیدھا پیدا فرمایا اور بقیہ ہر شے کو اس طرح پیدا فرمایا کہ وہ چار پاؤں پر چلتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا اس طرح کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں سیدھا ہوتا ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ہم نے انسان کو پیدا فرمایا اس حال میں کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں سیدھا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر ہے جب ماں سوتی ہے یا لیٹ جاتی ہے تو وہ اس کا سر اٹھا کر دیکھتا ہے۔ اگر وہ اس طرح نہ کرے تو وہ خون میں غرق ہو جائے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: معنی یہ ہے کہ ہم نے انسان کو معتدل اور سیدھا پیدا کیا: تو نافع نے کہا۔ کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے لبید بن ربیعہ کا قول نہیں سنا:

یَا عَیْنُ هَلَّا بَکَیْتِ ارْبَدَاذْ قُمْنَا وَقَامَ الْخُصُوْمُ فِیْ كَبَدِ

''اے آنکھ! تو کیوں نہیں روئی۔ رنگ خاکستر ہو گیا جب کہ ہم کھڑے ہوئے اور خصم مقابلے اور سیدھ میں آ کھڑا ہوا''۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ میرا گمان ہے حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ فِیْ كَبَدٍ سے مراد سیدھا ہے۔ یعنی ہم نے انسان کو سیدھا پیدا کیا۔

امام ابن مبارک نے الزہد میں، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 40-39-237، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 238
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 570 (3933)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

تحت یہ قول بیان کیا ہے: ہم نے انسان کو پیدا کیا درآنحالیکہ وہ دنیا کی تنگیاں اور آخرت کی تکلیفیں برداشت کرے گا۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ اور فرمایا: میں نہیں جانتا کہ ولادت کتنا تکلیف دہ مرحلہ ہوتا ہے جسے یہ انسان برداشت کرتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ دنیا اور آخرت کے امور کی مشقت برداشت کرے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فِیْ كَبَدٍ سے مراد شدت اور طول ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ فِیْ كَبَدٍ کا مفہوم ہے: آسمان میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔(1)

امام ابویعلی، بغوی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بنی عامر کے ایک آدمی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس نے کہا: میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ میں نے آپ کو اس طرح پڑھتے ہوئے سنا: اَیَحْسَبُ اَنْ لَّنْ یَّقْدِرَ عَلَیْهِ اَحَدٌ ۝ یَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۝ اَیَحْسَبُ اَنْ لَّمْ یَرَهٗۤ اَحَدٌ یعنی یَحْسَبُ میں سین مفتوح ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ اَیَحْسَبُ اَنْ لَّنْ یَّقْدِرَ الآیہ کا معنی ہے: کافر یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہرگز اس پر قدرت نہیں پاسکے گا اور نہ اس نے اسے دیکھا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مَالًا لُّبَدًا کا معنی مال کثیر ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ کہے گا میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ بند کرنے میں مال خرچ کیا ہے۔ اَیَحْسَبُ اَنْ لَّمْ یَرَهٗۤ اَحَدٌ فرمایا: احد سے مراد اللہ تعالیٰ عزوجل ہے (یعنی کیا وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دیکھا نہیں)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے یَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے اس نے ہم پر احسان فرمایا لیکن ہم نے اس کی بہتر قدر نہیں کی۔ اسے کوئی ترجیح نہیں دی۔ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِ کیا ہم نے اس کے لیے اس اس طرح دو آنکھیں نہیں بنائیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی جانب سے نعمتیں بالکل ظاہر ہیں۔ وہ ان کے ذریعے ہمیں مزید پختہ اور مضبوط کرتا ہے تاکہ ہم شکر ادا کریں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تحقیق میں نے تجھ پر بڑی بڑی نعمتیں فرمائی ہیں جن کا شمار نہیں کیا جاسکتا اور نہ تو ان کا شکر ادا کرسکتا ہے۔ اور بے شک جو نعمتیں میں نے تجھ پر فرمائی ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ میں نے تیرے لیے دو آنکھیں بنائی ہیں جن کے ساتھ تو دیکھتا ہے اور میں نے انکے لیے ایک پردہ بنایا ہے۔ پس تو اپنی آنکھوں کے ساتھ انہیں چیزوں کی طرف دیکھ جو میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 240، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

نے تیرے لیے حلال قرار دی ہیں۔ اور اگر تو نے ان کو دیکھا جو میں نے تجھ پر حرام قرار دی ہیں تو میں ان پر ان کا پردہ ڈال دوں گا۔ اور میں نے تیرے لیے ایک زبان بنائی ہے اور اس کے لیے ایک غلاف بنایا ہے۔ پس تو انہی چیزوں کے بارے گفتگو کر جن کے بارے میں نے تجھے حکم دیا ہے۔ اور میں نے تیرے لیے حلال قرار دی ہیں۔ اور اگر ان کے لیے زبان کو استعمال کیا جو میں نے تجھ پر حرام قرار دی ہیں۔ تو میں تجھ پر تیری زبان کو بند کر دوں گا۔ اور میں نے تیرے لیے شرم گاہ بنائی ہے اور اس کے لیے ستر (پردہ) بھی بنایا ہے۔ پس تو اپنی شرم گاہ کو اسی کے لیے استعمال کر جو میں نے تیرے لیے حلال قرار دی ہے اور اگر تجھے وہ کچھ پیش آیا جو میں نے تجھ پر حرام قرار دیا ہے تو میں تجھ پر تیرے ستر کو ڈھیلا کر دوں گا۔ اے ابن آدم! بلا شبہ تو میری ناراضگی کو برداشت نہیں کر سکتا اور نہ ہی تو میرے انتقام کی استطاعت رکھتا ہے۔

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ سے مراد خیر و شر کا راستہ ہے۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ ہم نے اسے خیر و شر کے راستے کی پہچان کرادی۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ النَّجْدَيْنِ سے مراد ہدایت اور گمراہی ہے۔(2)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے کہا گیا: بے شک لوگ کہتے ہیں کہ نجدین سے مراد دو پستان ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد خیر اور شر ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور حضرت ضحاک رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے سنان بن سعید کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دو راستے ہیں۔ پس تمہارے لیے شر کے راستے کو خیر کے راستے سے زیادہ پسندیدہ نہیں بنایا گیا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ فرمایا: ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے تھے: اے لوگو! بے شک یہ دو راستے ہیں، ایک خیر کا راستہ ہے اور ایک شر کا راستہ ہے۔ پس شر کا راستہ تمہارے نزدیک خیر کے راستہ سے زیادہ پسندیدہ نہیں بنایا گیا۔(3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے لوگو!

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 429 (3620)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 242، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 243

marfat.com

Marfat.com

بلکہ یہ دو راستے ہیں خیر کا راستہ اور شر کا راستہ۔ پس شر کا راستہ خیر کے راستے سے زیادہ پسندیدہ نہیں بنایا گیا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور پھر آگے مذکورہ بالا روایت ذکر کی۔(2)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ یہ دو راستے ہیں، خیر کا راستہ اور شر کا راستہ۔ پس تم میں سے کسی کے نزدیک شر کا راستہ خیر کے راستہ سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہونا چاہیے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ النَّجْدَيْنِ سے مراد دو پستان ہیں (یعنی ہم نے انسان کی دو پستانوں کی طرف راہنمائی کر دی)۔(3)

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿١١﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿١٢﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿١٣﴾ اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ ﴿١٤﴾ یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿١٥﴾ اَوْ مِسْكِیْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿١٦﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَ تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿١٧﴾ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ﴿١٨﴾ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ﴿١٩﴾ عَلَیْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿٢٠﴾

"پھر وہ داخل ہی نہیں ہوا (عمل خیر کی دشوار) گھاٹی میں۔ کیا آپ سمجھے کہ وہ گھاٹی کیا ہے۔ وہ (غلامی سے) گردن چھڑانا ہے۔ یا کھانا کھلانا ہے بھوک کے دن (قحط سالی) میں۔ یتیم کو جو رشتہ دار ہے۔ یا خاک نشین مسکین کو۔ پھر وہ ایمان والوں سے ہو جو ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں صبر کی اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں رحمت کی۔ یہی لوگ دائیں ہاتھ والے ہیں۔ اور جنہوں نے انکار کیا ہماری آیتوں کا وہ لوگ بائیں ہاتھ والے ہیں۔ ان پر آگ چھائی ہوئی ہوگی"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کیا ہے کہ الْعَقَبَةَ جہنم میں ایک پہاڑ ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ الْعَقَبَةَ سے مراد جہنم ہے۔

1۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 262 (8020)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 243، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 429 (3619)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 244 5۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں کے لیے جنت کے قریب ایک گھاٹی ہے اور اس میں داخل ہونا غلامی سے گردن کو چھڑانا ہے۔ الآیہ۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو رجاء رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ گھاٹی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے اس کی چڑھائی سات ہزار برس کی ہے اور اس کی اترائی بھی سات ہزار برس کی ہے۔

عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ یہ عقبہ (گھاٹی) جنت اور دوزخ کے درمیان ہے۔

ابن منذر نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی بیان کیا ہے کہ یہ جنت اور دوزخ کے درمیان ایک گھاٹی ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الْعَقَبَةَ سے مراد جہنم میں ستر درجے (سیڑھیاں) ہیں۔ (1)

ابن جریر نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: خبردار! اس راستے پر چل جس میں نجات اور خیر ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ آیت میں الْعَقَبَةَ سے مراد جہنم ہے اور وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ کے تحت فرمایا: کہ ہمارے لیے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جو مسلمان آدمی کسی مسلمان کی گردن (غلامی سے) آزاد کرائے گا۔ تو وہ آتش جہنم سے بچنے کے لیے اس کا فدیہ بن جائے گا۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ پہلے فرمایا: کیا آپ سمجھے وہ گھاٹی کیا ہے؟ پھر اس میں داخل ہونے کی خبر دیتے ہوئے فرمایا: کہ وہ غلامی سے گردن کو چھڑانا ہے۔ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا: کون سی گردن اجر کے اعتبار سے عظیم ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جس کی قیمت زیادہ ہو۔ (4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بلاشبہ تمہارے سامنے ایک مشقت آمیز گھاٹی ہے، بوجھل لوگ اسے عبور نہیں کرسکیں گے۔ سو میں چاہتا ہوں کہ میں اس گھاٹی کو آسان بنادوں۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ تو عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ ہم میں سے کسی کے پاس ایسا کوئی نہیں ہے جسے وہ آزاد کرسکتا ہو۔ بجز اس کے کہ ہم میں سے کسی کے پاس سیاہ رنگ کی لونڈی ہے جو اس کی خدمت کرتی ہے اور اس پر طرح طرح کی مشقت اٹھاتی ہے۔ پس اگر ہم انہیں زنا کا حکم دیں، تو وہ زنا کریں پھر وہ اولاد لے کر آئیں اور ہم انہیں آزاد کردیں تو رسول اللہ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: میرے نزدیک اللہ تعالیٰ کے راستے میں درے (کی شدت اور سختی) سے لے جانا زنا کا حکم دینے اور پھر بچے کو آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 244، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 245 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 45-244
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 245 5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 10، صفحہ 58، دار الفکر بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ان کے پاس حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول پہنچا "اللہ تعالیٰ کے راستے میں درہ لگانا اجر کے اعتبار سے زانیہ کے بچے کی آزادی سے زیادہ عظیم اورارفع ہے" تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے۔ یہ اس طرح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ آیت نازل فرمائی: فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿۱۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿۱۲﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ تو بعض مسلمانوں نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ بے شک ہمارے پاس کوئی ایسا غلام نہیں ہے جسے ہم آزاد کرسکیں۔ البتہ ہم میں سے بعض کے پاس خادمائیں ہیں جن کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ پس ہم انہیں زنا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اور جب انہوں نے زنا کیا تو وہ بچے جنیں گی اور ہم ان کے بچوں کو آزاد کردیں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم انہیں زنا کا حکم نہ دو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں شدت اور سختی برداشت کرنا اجر کے لحاظ سے اس سے اعظم اور زیادہ بہتر ہے۔

ابن مردویہ نے ابونجیح سلمی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مومن غلام کو آزاد کیا تو اس کی ہڈیوں میں سے ہر ہڈی کے بدلے آزاد کرنے والے کی ہڈیوں میں سے ایک ہڈی کو جہنم سے نکلنے کی جزادی جائے گی۔

امام ابن سعد اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان یا مومن آدمی کو آزاد کیا، اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کے عضو کو جہنم سے بچالے گا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عرض کی یا نبی اللہ! ﷺ کون سی گردنیں (آزاد کرنا) افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو ثمن کے اعتبار سے مہنگی اور قیمتی ہوں اور ان کے نفس ان کے گھر والوں کے پاس ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مومن غلام کو آزاد کیا اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کے عضو کو جہنم سے آزاد فرمائے گا یہاں تک کہ شرم گاہ کو شرمگاہ کے بدلے۔(1)

امام احمد، ابن حبان، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت برا رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: مجھے کوئی ایسا عمل سکھا دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کردے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: غلام کو آزاد کر اور گردن کو (غلامی سے) چھڑا دے۔ تو اس نے عرض کیا یہ دونوں ایک نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ بے شک عتق رقبہ یہ ہے کہ تو اسے آزاد کرنے میں منفرد ہو۔ اور فک رقبہ یہ ہے کہ تو اس کی آزادی میں معاون و مددگار ہو۔ اور ذی رحم کو دودھ دینے والا جانور دے اور اس پر احسان کر، اور اگر تو اس کی استطاعت نہ رکھے تو پھر بھوکے کو کھانا کھلا، پیاسے کو پانی پلا، نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کر اور اگر تو اس کی بھی طاقت نہ رکھے تو پھر خیر اور نیکی کے سوا اپنی زبان کو بند رکھ۔(2)

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 495، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 66 (4335)، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

سے مراد بھوک کا دن ہے (یعنی قحط سالی کی حالت)(1)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی معنی بیان کیا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مَسْغَبَۃٍ کا معنی بھوک ہے۔(2)

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے مفہوم نقل کیا ہے کہ مراد وہ دن ہے جس میں کھانا کم ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن اور حضرت ابو رجاء عطاردی رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں نے اس طرح قرأت کی ہے۔ اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَۃٍ۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے: موجبات مغفرت میں سے بھوکے مسلمان کو کھانا کھلانا بھی ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ذَامَقْرَبَۃٍ کا معنی ہے ذا قرابۃ یعنی رشتہ دار۔ اور ذَامَتْرَبَۃٍ سے مراد ہے بعید التربۃ یعنی جو اپنے وطن سے دور ہو۔

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَوْ مِسْكِیْنًا ذَا مَتْرَبَۃٍ کا مفہوم ہے ایسا حقیر اور چھوڑا ہوا انسان جس کے لیے گھر نہ ہو اور حاکم کے الفاظ میں ہے ایسا خاک نشین جسے مٹی سے کوئی شے نہ بچا سکتی ہو(4)۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: وہ جو شدت فقر و افلاس کے سبب مٹی سے چپک جائے۔

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اَوْ مِسْكِیْنًا ذَا مَتْرَبَۃٍ سے مراد انتہائی محتاج اور سخت ضرورت مند آدمی ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ یہاں مراد ایسا مسکین ہے جو صاحب اہل و عیال ہو اور تیرے اور اس کے درمیان قرابت و رشتہ داری نہ ہو۔(6)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے ذَامَتْرَبَۃٍ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: مشقت اٹھانے والا اور حاجت مند۔ نافع نے کہا: کیا اہل عرب میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

تَرِبَتْ یَدَاکَ ثُمَّ قَلَّ نَوَالُهَا وَتَرَفَّعَتْ عَنْکَ السَّمَاءُ سَحَابَهَا

''تیرے ہاتھ خاک آلود ہوئے پھر ان کی بخشش اور عطا کم ہوئی۔ اور (اسی کے ساتھ) تجھ سے آسمان نے اپنے بادل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 247، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 217 (3366)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 570 (3936)، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 249 6۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

بلند کر لیے"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ وہ ہے جس کا ٹھکانہ اور پناہ گاہ کوڑے کے ڈھیر ہوں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ذَا مَتْرَبَةٍ کے بارے کہا: کہ ہم یہ گفتگو کرتے ہیں کہ متربہ سے مراد وہ صاحب اہل وعیال ہے جس کے پاس کوئی شے نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت کیا ہے کہ فرائض کے بعد لوگوں کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسکین کو کھانا کھلانے سے زیادہ پسندیدہ نہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ہشام بن حسان رضی اللہ عنہ سے وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے وہ اس پر ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وَ تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کو رحمت کی نصیحت کرتے ہیں۔ اس طرح وہ تمام لوگوں کے لیے رحمت بن جاتے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مُّؤْصَدَةٌ کا مفہوم ہے دروازوں کا بند کر دیا جانا (یعنی انہیں آگ میں ڈال کر دروازے بند کر دیئے جائیں گے)۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مُّؤْصَدَةٌ کا معنی ہے مطبقة یعنی ان پر آگ چھائی ہوئی ہوگی۔ ہر طرف سے انہیں ڈھانپے ہوئے ہوگی۔

سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن جریر نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد، حضرت عکرمہ، حضرت عطیہ، حضرت ضحاک، حضرت سعید بن جبیر، حضرت حسن اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ارشاد باری تعالیٰ مُّؤْصَدَةٌ کے بارے ان سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: اس کا معنی ہے چھایا ہوا ہونا، ہر جانب سے گھیرے ہوئے ہونا۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عرب اس معنی سے واقف ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

تَحِنُّ اِلٰى اَجْبَالِ مَكَّةَ نَاقَتِيْ ۔۔۔ وَمِنْ دُوْنِنَا اَبْوَابُ صَنْعَا مُؤْصَدَةً

"میری اونٹنی مکہ مکرمہ کے پہاڑوں کی مشتاق رہتی ہے اور ہمارے سامنے صنعا کے بند دروازے ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے مُّؤْصَدَةٌ کی تفسیر میں کہا ہے: یہ لغت قریش کے مطابق ہے کہا جاتا تھا او صد الباب اس نے دروازہ بند کر دیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 250، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com